وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

پاکستان میں ماحولیات
زمین، ہوا، روشنی کا تحفظ

سیرت طیبہ ﷺ سے رہنمائی

ڈاکٹر عبدالغفار

www.KitaboSunnat.com

شعبہ علوم اسلامیہ/ سیرت رحمۃ للعالمین ﷺ چیئر
یونیورسٹی آف اوکاڑہ۔ اوکاڑہ

ISBN: 978-627-7710-00-2

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

پاکستان میں ماحولیات
زمین، ہوا، روشنی کا تحفظ
سیرت طیبہ ﷺ سے رہنمائی

ڈاکٹر عبدالغفار

شعبہ علوم اسلامیہ زیر سرپرستی سیرت النبی ﷺ چیئر
یونیورسٹی آف اوکاڑہ - اوکاڑہ

ISBN: 978-627-7710-00-2

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب:

ماحولیات کا تحفظ اور سیرت طیبہ ﷺ سے رہنمائی

مؤلف:

ڈاکٹر عبد الغفار

شعبہ علومِ اسلامیہ و ڈائریکٹر سیرت چیئر

یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ 0300-4881087

ترتیب و تزئین:

حافظ انتظار احمد 0306-4245048

پی ایچ ڈی علومِ اسلامیہ، یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ۔

معاون ایڈیٹر مجلہ الاضواء، پنجاب یونیورسٹی لاہور

آئی ایس بی این نمبر: 978-627-7710-00-2

ISBN:International Standard Book numbering Agency, Govt. of Pakistan, Dept. of Libraries, National Library of Pakistan

زیر اہتمام: شعبہ علوم اسلامیہ و سیرت چیئر، یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ

سال طباعت: 2024ء/1445ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماحولیات کا تحفظ اور سیرت طیبہ ﷺ سے رہنمائی

یہ حسین و جمیل کائنات ایک خاص مقصد اور انسانیت کے فائدے کے لیے ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۗ ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ﴾[1]

"وہی تو ہے جس نے زمین میں موجود ساری چیزیں تمہاری خاطر پیدا کیں۔ پھر آسمان (بلندی۔ فضائے بسیط) کی طرف متوجہ ہوا تو سات آسمان استوار کر دیئے۔ اور وہ ہر چیز کے متعلق خوب جاننے والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ ساری چیزیں انسان کے فائدے کے لیے ہیں اور خاص مقدار میں ہیں، نیز ان میں حد درجہ توازن اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے، چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

﴿اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ﴾[2]

"بلاشبہ ہم نے ہر چیز کو ایک مقدار سے پیدا کیا ہے۔"

دوسری آیت میں ہے:

﴿وَ الْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَ اَلْقَیْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ وَ اَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْزُوْنٍ ۝ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ وَ مَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِیْنَ ۝ وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآىِٕنُهٗ ۫ وَ مَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ﴾[3]

"اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا اور اسی میں سلسلہ ہائے کوہ جما دیئے اور اس میں سے ہر مناسب چیز کو ہم نے اگایا۔ اور اسی زمین میں ہم نے تمہارے لئے بھی سامان معیشت بنا دیا اور ان کے لئے بھی جن کے رازق تم نہیں ہو۔ کوئی بھی ایسی چیز نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں۔ اور اسے ہم ایک جانی پہچانی مقدار کے مطابق ہی نازل کرتے ہیں۔"

---

(1) البقرہ2: 29

(2) القمر54: 49

(3) الحجر15: 19-21

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انسان اس کائنات میں اللہ کا خلیفہ ہے، یعنی اللہ کے احکام کو قائم رکھنے اور اس کے حکموں کے نفاذ میں اس کا نائب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کائنات کا مالک نہیں، بلکہ امین اور محافظ ہے۔ وہ یہاں خود مختار نہیں ہے کہ اپنی مرضی سے اسے حق حاصل ہو، بلکہ وہ اللہ کے احکام کا پابند ہے اور اس نے اس کائنات میں جس موزونیت اور تناسب کو قائم کیا ہے اس کو باقی رکھنے کا ذمہ دار ہے۔ ایسا کوئی بھی کام جس کی وجہ سے توازن اور تناسب میں خلل واقع ہو، روئے زمین پر فساد پھیلانے کے مترادف اور دنیاوی مصیبت اور اخروی عذاب کا باعث ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾[1]

"اور زمین میں اصلاح ہو جانے کے بعد اس میں بگاڑ پیدا نہ کرو۔ یہی بات تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم واقعی مومن ہو۔"

لیکن آج کا انسان اپنے ہی ہاتھوں اپنا گلا گھونٹنے کے لیے کوشاں ہے۔ اس نے اپنی مفسدانہ حرکتوں سے کائنات کے توازن کو بگاڑ دیا ہے اور کوئی چیز اپنی اصلی اور طبعی حالت پر باقی نہیں رہی، جس کے نتیجے میں خود اس کا اپنا وجود خطرے میں ہے، بلکہ اس کے کرتوتوں کی وجہ سے چرند، پرند، نباتات وجمادات ہر ایک کی زندگی داؤ پر لگی ہوئی ہے۔ گویا آج کے حالات پر یہ آیت پوری طرح سے صادق آرہی ہے:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ﴾[2]

"بحر و بر میں فساد پھیل گیا ہے جس کی وجہ لوگوں کے اپنے کمائے ہوئے اعمال ہیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے کچھ اعمال کا مزا چکھا دے۔ شاید وہ ایسے کاموں سے باز آجائیں۔"

اس آیت میں انسان کے فکر و عمل کے فساد کا ذکر ہے۔ اس سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ ماحولیاتی آلودگی کے نتیجہ میں خشکی اور تری ہر جگہ فساد کا ظہور ہو رہا ہے اور اس کا سبب انسانوں کی غلط حرکتیں ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ انسان ان مفسدانہ کاموں سے باز آجائے۔

یہ صحیح ہے کہ انسان کو فکر و عمل کی آزادی دی گئی ہے، لیکن یہ آزادی مشروط ہے کہ اس سے کسی دوسرے کو

---

(1) الاعراف 7: 85

(2) الروم 30: 41

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نقصان اور تکلیف نہ پہنچے۔ اگر اس کی آزادی سے دوسرے کو نقصان پہنچتا ہے، خواہ یہ نقصان اجتماعی ہو یا انفرادی، تو اس روکنا ایک دینی فریضہ ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

«مَثَلُ القَائِمِ عَلَى حُدُودِ اللَّهِ وَالوَاقِعِ فِيهَا، كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوا عَلَى سَفِينَةٍ، فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلاَهَا وَبَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا، فَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوْا مِنَ المَاءِ مَرُّوا عَلَى مَنْ فَوْقَهُمْ، فَقَالُوا: لَوْ أَنَّا خَرَقْنَا فِي نَصِيبِنَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا، فَإِنْ يَتْرُكُوهُمْ وَمَا أَرَادُوا هَلَكُوا جَمِيعًا، وَإِنْ أَخَذُوا عَلَى أَيْدِيهِمْ نَجَوْا، وَنَجَوْا جَمِيعًا»(1)

”اللہ کی مقرر کردہ حدوں پر قائم رہنے والے اور اس میں مبتلا ہونے والے کی مثال اس قوم کی ہے، جس نے ایک جہاز میں قرعہ اندازی کر کے اپنے حصے تقسیم کر لئے، بعض کے حصہ میں بالائی حصہ آیا اور دوسروں کے حصہ میں نیچے کا حصہ، نیچے کے لوگ اوپر والوں کے پاس پانی لینے گئے اور کہنے لگے کہ اگر ہم اپنے حصہ میں یعنی نچلے حصہ میں شگاف پیدا کر لیتے (تاکہ پانی لینے میں آسانی ہو) اور اوپر والوں کو ہم لوگوں (کی بار بار آمد ورفت سے تکلیف نہ ہو، پس اگر لوگ اس کو چھوڑ دیں اور ان کے ارادے کے مطابق کرنے دیں، تو سب ہلاک ہو جائیں اور اگر ان کے ہاتھ پکڑ لیں، تو خود بھی نجات پائیں اور سب لوگ نجات پائیں۔“

اس حدیث مبارکہ میں کشتی کے نچلے حصے میں رہنے والوں کو ان کی نیک نیتی اور سہولت کی تلاش کی وجہ سے معذور نہیں سمجھا گیا، کیونکہ ان کی حسن نیت اور آسانی کا نتیجہ تمام لوگوں کی ہلاکت کی شکل میں ظاہر ہونے والا ہے، اس لیے 'عمومی مصلحت' اور ”ضرر عام' کو رفع کرنے کے لیے روکنا ضروری ہے۔ لہٰذا ایسی کوشش کی حوصلہ شکنی لازمی ہے جس سے ماحولیات کو نقصان پہنچے اور اس کا نتیجہ جسم، عقل اور نسل کی ضرر اور تباہی کی شکل میں سامنے آئے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

«لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ»(2)

”نہ خود نقصان اٹھاؤ نہ دوسرے کو نقصان پہنچاؤ۔“

علامہ ابن عبد البر وغیرہ نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے:

'ضرر' یہ ہے کہ انسان اپنے فائدے کے لیے کسی کو نقصان پہنچائے اور 'ضرار' یہ ہے کہ بلاوجہ اور بے فائدہ

(1) صحیح بخاری، کتاب المظالم والغصب، باب هل يقرع في القسمة والاستفهام فيه، رقم الحديث: 2493

(2) سنن ابن ماجہ: 2340؛ مؤطا مالک: 1429؛ مسند احمد، رقم الحديث: 2867؛ مستدرک حاکم، رقم الحديث: 2345

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کسی کو نقصان پہنچائے۔[1]

غرض یہ کہ ہر طرح کے ضرر اور نقصان سے خود بچنا اور دوسروں کو بچانا ضروری ہے۔ اس کے لیے کائنات میں موجود توازن کی حفاظت اور ماحول کی آلودگی سے بچانا ناگزیر ہے۔

پانی کی حفاظت:

پانی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک اہم نعمت ہے۔ یہ ہر جان دار کے لیے ذریعہ وجود اور سبب حیات ہے، چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ﴾[2]

"اور ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے بنایا۔"

پانی کی اسی اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے مختلف انداز میں اور متعدد جگہوں پر تقریباً تریسٹھ (63) مرتبہ پانی کا ذکر کیا اور اس کی یہ صفات بیان کی ہیں: الطهور (پاک)، المبارک (بابرکت)، الغدق (کثیر، الفرات (میٹھا)، الثجاج (بہت بہنے والا)۔

پاک وصاف پانی کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے بطور احسان فرمایا ہے:

﴿وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُورًا﴾[3]

"اور ہم نے آسمان سے پاکیزہ پانی نازل کیا۔"

کہا جاتا ہے کہ ایک انسان کھائے بغیر تقریباً ایک ماہ تک زندہ رہ سکتا ہے، مگر پانی کے بغیر ایک ہفتہ سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ پانی کی اس لازمی اور بنیادی ضرورت کے پیش نظر اسے مشترکہ ملکیت قرار دیا گیا ہے، چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

«الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ: فِي الْكَلَإِ، وَالْمَاءِ، وَالنَّارِ»[4]

"پانی، گھاس اور آگ میں تمام مسلمان شریک ہیں۔"

---

(1) ابن رجب، جامع العلوم والحکم، ص:304

(2) الانبیاء21: 30

(3) الفرقان25: 48

(4) سنن ابی داود، رقم الحدیث: 3477؛ سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: 2467؛ مسند احمد، رقم الحدیث: 23132

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بوقت ضرورت لوگوں کو پانی سے محروم رکھنے پر شدید وعید بیان کی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«ثَلاَثَةٌ لاَ يُكَلِّمُهُمُ اللهُ، وَلاَ يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلاَ يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِطَرِيقٍ، يَمْنَعُ مِنْهُ ابْنَ السَّبِيلِ، وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا لاَ يُبَايِعُهُ إِلَّا لِلدُّنْيَا، فَإِنْ أَعْطَاهُ مَا يُرِيدُ وَفَى لَهُ وَإِلَّا لَمْ يَفِ لَهُ، وَرَجُلٌ سَاوَمَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ العَصْرِ، فَحَلَفَ بِاللَّهِ لَقَدْ أَعْطَى بِهَا كَذَا وَكَذَا فَأَخَذَهَا» (1)

"تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) گفتگو نہیں فرمائے گا اور نہ ان کی طرف نظر اٹھائے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ایک وہ شخص جس کے پاس راستے میں ضرورت سے زائد پانی ہو اور مسافروں کو نہ دے دوسرے وہ شخص جو کسی سے بیعت صرف دنیا کی خاطر کرے اگر وہ اس کی مرضی کے مطابق دیتا ہے تو قائم رہتا ہے ورنہ بیعت کو توڑ دیتا ہے تیسرے وہ شخص جو کسی سے عصر کے بعد کسی سامان کا مول کرے اور اللہ کی جھوٹی قسم کھائے کہ اس کو یہ چیز اتنے اتنے داموں میں ملی ہے اور خریدار اس کو خرید لے۔"

ایک دوسری روایت میں ہے:

«فَيَقُولُ اللَّهُ يَوْمَ القِيَامَةِ: اليَوْمَ أَمْنَعُكَ فَضْلِي كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَا لَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ» (2)

"اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ آج میں تجھ سے اپنا فضل روک رکھتا ہوں جس طرح تو نے ضرورت سے زائد چیز روک رکھی تھی جو تیرے ہاتھوں نے نہ بنائی تھی۔"

پانی زندگی کی ایک بنیادی ضرورت ہے۔ اسی کے ساتھ وہ ایک مسلمان کے لیے نماز اور تلاوت قرآن جیسی اہم عبادت کے لیے بھی ناگزیر ہے، اس لیے حدیث اور فقہ کی کتابوں میں اس سے متعلق تفصیلی بحث ملتی ہے، جس سے پانی کی طہارت و نظافت اور نجاست کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر کو معلوم کیا جاسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ﴾ (3)

(1) صحیح بخاری، رقم الحدیث: 2527؛ صحیح مسلم، رقم الحدیث: 108

(2) صحیح بخاری، رقم الحدیث: 7008

(3) الانفال 8: 11

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”اور آسمان سے تم پر بارش برسادی تاکہ تمہیں پاک کردے، اور شیطان کی (ڈالی ہوئی) نجاست تم سے دور کردے، اور تمہارے دلوں کو مضبوط کردے اور تمہارے قدم جمادے۔“

حدیث میں ہر ایسی کوشش کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے اور دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی کی بشارت دی گئی ہے جس کے ذریعہ لوگوں کے لیے پانی کا نظم کیا جائے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«سَبْعٌ يَجْرِي لِلْعَبْدِ أَجْرُهُنَّ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ وهُوَ فِي قَبْرِهِ: مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا، أَوْ كَرَى نَهْرًا، أَوْ حَفَرَ بِئْرًا، أَوْ غَرَسَ نَخْلًا، أَوْ بَنَى مَسْجِدًا، أَوْ وَرَّثَ مُصْحَفًا، أَوْ تَرَكَ وَلَدًا يَسْتَغْفِرُ لَهُ بَعْدَ مَوْتِهِ»[1]

”سات چیزوں کا فائدہ مرنے کے بعد بھی ملتا ہے: جو کسی کو علم سکھادے، یا نہر یا کنواں کھودے یا درخت لگادے یا مسجد بنادے، یا قرآن چھوڑ جائے، یا اس کا کوئی لڑکا ہو جو اس کی مغفرت کی دعا کرے۔“

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر کو جب بلوائیوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا تو انھوں نے انہیں مخاطب کرکے فرمایا:

«أَنْشُدُكُمُ اللَّهَ، وَلاَ أَنْشُدُ إِلَّا أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ حَفَرَ رُومَةَ فَلَهُ الجَنَّةُ»؟ فَحَفَرْتُهَا»[2]

”میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں اور یہ قسم میں صرف اصحاب رسول اللہ کو دیتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا جو شخص رومہ نامی کنویں کو مول لے لے اسے جنت ملے گی میں نے اسے مول لے لیا ہے۔“

آبی ذخائر کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے اور اس میں اسراف سے منع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾[3]

”اے بنی آدم! جب بھی کسی مسجد میں جاؤ تو آراستہ ہو کر جاؤ اور کھاؤ، پیو لیکن اسراف نہ کرو کیونکہ

---

[1] مسند بزار، رقم الحدیث: 7289؛ صحیح الجامع للالبانی، رقم الحدیث: 3602

[2] صحیح بخاری، رقم الحدیث: 2626؛ جامع ترمذی، رقم الحدیث: 3699؛ سنن نسائی، رقم الحدیث: 3182؛ مسند احمد، رقم الحدیث: 420

[3] الاعراف 7: 31

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

فضول خرچی درحقیقت فساد کی ایک شکل ہے، اس لیے دوسری جگہ فرمایا گیا ہے:

﴿كُلُوا وَاشْرَبُوا مِن رِّزْقِ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ﴾ [1]

"اللہ کے عطا کردہ رزق سے کھاؤ، پیو، مگر (ایک دوسرے کی چیزیں غصب کرکے) زمین میں فساد نہ مچاتے پھرنا۔"

سورۃ الشعراء میں کہا گیا ہے:

﴿وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ۝ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ﴾ [2]

"اور حد سے آگے گزرنے والوں کی بات نہ مانو۔ جو ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں اور اصلاح کا کوئی کام نہیں کرتے۔"

اور سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: یہ کیسی فضول خرچی ہے ؟ انہوں نے عرض کیا: کیا وضو میں زیادہ پانی استعمال فضول خرچی ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«نَعَمْ، وَإِنْ كُنْتَ عَلَى نَهَرٍ جَارٍ» [3]

"ہاں اگرچہ تم بہتے ہوئے دریا کے کنارے وضو کر رہے ہو۔"

پاکی حاصل کرنا ایک عبادت ہے۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے تصور سے یہ بالاتر تھا کہ عبادت کے لیے پانی استعمال کرنے میں بھی احتیاط کی ضرورت ہے اور اس میں حد سے تجاوز کرنا فضول خرچی ہے۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال خام کو ختم کرنے کی کوشش کی اور فرمایا کہ ہاں، عبادت کے لیے بھی حد سے زیادہ پانی خرچ کرنا فضول خرچی ہے۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ پانی میں فضول خرچی ممنوع ہے ، اگرچہ وضو کرنے والا سمندر کے کنارے ہو۔" [4]

---

[1] البقرۃ2: 60

[2] الشعراء26: 151-152

[3] سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: 425؛ مسند احمد، رقم الحدیث: 7065؛ السلسلۃ الصحیحۃ للالبانی، رقم الحدیث: 2843

[4] المنہاج، 4/2

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانی کو آلودہ کرنے سے منع کیا گیا ہے، بلکہ اس کو ڈھانک کر رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، تاکہ اس میں بیماری کے جراثیم سرایت نہ کریں۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

«غَطُّوا الْإِنَاءَ، وَأَوْكُوا السِّقَاءَ، فَإِنَّ فِي السَّنَةِ لَيْلَةً يَنْزِلُ فِيهَا وَبَاءٌ، لَا يَمُرُّ بِإِنَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ غِطَاءٌ، أَوْ سِقَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ وِكَاءٌ، إِلَّا نَزَلَ فِيهِ مِنْ ذَلِكَ الْوَبَاءِ» [1]

”تم اپنے برتنوں کو ڈھانک کے رکھو اور مشکیزوں کا منہ بند کرو کیونکہ سال میں ایک ایسی رات ہوتی ہے کہ جس میں وباء نازل ہوتی ہے اور پھر وہ وباء جو برتن یا مشکیزہ کھلا ہوا ہو اس میں داخل ہو جاتی ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُشْرَبَ مِنْ فِي السِّقَاءِ» [2]

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزہ میں منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔“

اس حدیث کی شرح میں کہا گیا ہے کہ پانچ وجہوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے:

1۔ ہو سکتا ہے کہ مشکیزہ میں کوئی کیڑا یا تنکا ہو اور وہ حلق میں چلا جائے۔

2۔ یک بارگی بڑی مقدار میں پانی جانے کی وجہ سے گلے میں پھانس لگنے کا اندیشہ ہے۔

3۔ پانی چوس کر پینا منع نہیں اور یک بارگی منہ بھر کر پینے کی وجہ سے جگر کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔

4۔ اس سے مشکیزہ میں بدبو پیدا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔

5۔ دوسروں کو یہ خیال ہو گا کہ پینے والے کے منہ سے کچھ پانی واپس مشکیزہ میں چلا گیا اور وہ اس سے پانی پینے میں گھن محسوس کریں گے۔ [3]

جدید اکتشافات کی روشنی میں ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس طرح پانی پینے سے متعدی جراثیم دوسروں تک منتقل ہو سکتے ہیں۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

---

(1) صحیح مسلم، رقم الحدیث: 2014؛ مسند احمد، رقم الحدیث: 14871

(2) صحیح بخاری، رقم الحدیث: 5305

(3) کشف المشکل من حدیث الصحیحین، ص: 574

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”مشکیزہ سے پانی پینے کی بعض روایتیں حالت ضرورت پر محمول ہیں۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ، فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَعُودَ، فَلْيُنَحِّ الْإِنَاءَ، ثُمَّ لِيَعُدْ إِنْ كَانَ يُرِيدُ»[1]

”جب تم میں سے کوئی پانی پیے تو برتن میں سانس نہ لے۔ اگر دوبارہ پینا چاہے تو پہلے برتن منہ سے الگ کر دے، پھر دوبارہ پیے۔“

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

«أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ النَّفْخِ فِي الشُّرْبِ فَقَالَ رَجُلٌ: الْقَذَاةُ أَرَاهَا فِي الْإِنَاءِ؟ قَالَ: أَهْرِقْهَا. قَالَ: فَإِنِّي لَا أَرْوَى مِنْ نَفَسٍ وَاحِدٍ؟ قَالَ: فَأَبِنِ الْقَدَحَ إِذَنْ عَنْ فِيكَ»[2]

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ اگر برتن میں تنکا نظر آ جائے؟ آپؐ نے فرمایا: پانی گرا دو۔ اس نے کہا: میں ایک سانس میں آسودہ نہیں ہوتا۔ فرمایا: برتن اپنے منہ سے الگ کر دو۔“

اس حدیث کی شرح میں علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

”برتن میں سانس لینے کی ممانعت کی وجہ کیا ہے؟ اس میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض لوگوں کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک سانس میں پانی پینا علمائے طب کے یہاں ناپسندیدہ ہے، کیونکہ اس سے جگر کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ آداب مجلس کے خلاف ہے، کیونکہ برتن میں سانس لینے کی وجہ سے اس کے ذریعہ تھوک اور لعاب اس میں منتقل ہو سکتا ہے اور یہ بے ادبی ہے کہ کوئی ایسی چیز اپنے ہم نشیں کو دے جس میں اس کے لعاب کی آمیزش ہو۔“[3]

علامہ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”ممکن ہے کہ اس کے منہ سے کوئی چیز نکل کر اس میں شامل ہو جائے جس سے دوسروں کو گھن محسوس ہو، اس لیے ایسا کرنا گویا دوسروں کے لیے پانی کو خراب کرنا ہے، کیونکہ دوسرے کی طبیعت

(1) سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3427

(2) جامع ترمذی، کتاب الاشربہ، باب ماجاء فی کراھیۃ النفخ فی الشراب، رقم الحدیث: 1887؛ مسند احمد، رقم الحدیث: 11219

(3) ابن عبد البر، التمہید، 1/397

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اسے پینا گوارا نہیں کرے گی۔"[1]

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"پانی کو صاف رکھنے کے مقصد سے یہ ممانعت بطور ادب ہے، اس لیے کہ سانس کے ساتھ تھوک، ناک کی ریزش، یا خراب ہوا پانی میں منتقل ہو سکتی ہے جس کی وجہ سے اس میں بدبو پیدا ہو جائے گی۔ اس لیے وہ خود یا کوئی دوسرا اسے پینے میں گھن محسوس کرے گا۔"[2]

جدید تحقیقات سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ برتن میں سانس لینے کی وجہ سے منہ میں موجود بعض جراثیم اس میں منتقل ہو جاتے ہیں اور اس کے ذریعہ بہت سے امراض دوسروں تک متعدی ہو سکتے ہیں۔

پانی کو آلودگی سے بچانے کے لیے ہی ایک حدیث میں کہا گیا ہے:

«اتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَةَ: الْبَرَازَ فِي الْمَوَارِدِ، وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ، وَالظِّلِّ»[3]

"لعنت کی تین جگہوں سے بچو: یعنی پانی سے، عام گزر گاہوں پر اور سایہ کی جگہوں میں پاخانہ کرنے سے۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا يَغْتَسِلُ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ» فَقَالَ: كَيْفَ يَفْعَلُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ. قَالَ: «يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا»[4]

"تم میں سے کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں، جو بہتا ہو، پیشاب نہ کرے کہ بعد میں ممکن ہے وہ اس میں غسل کرے۔"

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"پانی میں پیشاب کرنا ہر حال میں ممنوع ہے، خواہ اس میں اس کے بعد غسل کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ نیز وہ کہتے ہیں کہ پیشاب کی طرح اس میں پاخانہ کرنا بھی ممنوع ہے، بلکہ یہ اس سے بھی زیادہ قبیح ہے۔ یہی حکم اس وقت بھی ہے جبکہ کسی برتن میں پیشاب کرنے اور پھر اسے پانی میں ڈال دے، یا

---

(1) احکام الاحکام شرح عمدۃ الاحکام، 1/46

(2) فتح الباری، 1/253

(3) سنن ابی داود، کتاب الطہارۃ، باب المواضع التی نہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث: 26؛ سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: 238

(4) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب النہی عن البول فی الماء، رقم الحدیث: 281؛ سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: 343

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی تالاب کے کنارے پیشاب کرے اور وہ بہہ کر پانی میں پہنچ جائے۔"(1)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ایک دوسری حدیث میں ہے:

«لَا يَغْتَسِلْ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ» فَقَالَ: كَيْفَ يَفْعَلُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ. قَالَ: «يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا» (2)

"تم میں سے کوئی اگر ناپاک ہو تو ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے۔ ایک صاحب نے حضرت ابو ہریرہؓ سے پوچھا: پھر وہ غسل کیسے کرے؟ انہوں نے جواب دیا: اس میں سے پانی لے کر غسل کرے۔"

اسلام اس سلسلے میں کس درجہ حساس ہے، اس کا اندازہ درج ذیل حدیث سے لگایا جا سکتا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

«إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ» (3)

"جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو تو پانی کے برتن میں ہاتھ نہ ڈالے، یہاں تک کہ اسے تین مرتبہ دھولے، کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ اس کے ہاتھ نے کہاں رات گزاری ہے۔"

یعنی محض شک کی بنیاد پر پانی کو آلودگی سے بچانے کے لیے ہاتھ دھونے سے پہلے اسے پانی کے برتن میں ڈالنے سے منع کیا گیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"ممانعت کی وجہ اس بات کا احتمال ہے کہ اس کے ہاتھ میں کوئی ایسی چیز نہ لگی ہوئی ہے جو پانی کو خراب کر دے؟ اس حدیث کا تقاضا ہے کہ اگر کسی کو بیداری کی حالت میں بھی اس طرح کا شک پیش آجائے تو اسے بھی ہاتھ دھائے بغیر اسے برتن میں نہیں ڈالنا چاہیے۔"(4)

آج کے دور میں پانی کی آلودگی کا مسئلہ محض پیشاب پاخانے تک محدود نہیں ہے، بلکہ ان سے بھی

---

(1) المنہاج، 3/188

(2) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب النہی عن الاغتسال فی الماء، رقم الحدیث: 283؛ سنن نسائی، رقم الحدیث: 220

(3) صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب کراہۃ غمس المتوضی وغیرہ، رقم الحدیث: 278؛ سنن ابی داود، کتاب الطہارۃ، باب فی الرجل یدخل یدہ فی الاناء، رقم الحدیث: 103

(4) جامع ترمذی، رقم الحدیث: 24؛ مسند احمد، رقم الحدیث: 10093

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیادہ خطرناک اور زہریلے مادوں کے ذریعے پانی کو مسلسل آلودہ کیا جا رہا ہے۔ صنعتی اور کیمیاوی فضلات اور دیگر آلودگی پیدا کرنے والی چیزوں کے ذریعے ندی، تالاب اور دریا کو آلودہ کیا جا رہا ہے، جس کی وجہ سے آبی جانوروں اور خود انسانوں کی زندگی ایک بڑی مصیبت اور ایک زبردست خطرے سے دوچار ہے۔ اس لیے لوگوں کو اس معاملے میں بیدار ہونے کی ضرورت ہے، ورنہ وہ خود اپنے ہاتھوں لگائی گئی آگ میں جل کر ختم ہو جائیں گے۔

ہوا کی آلودگی سے بچانا:

ہوا بھی اللہ کی نعمتوں میں سے ایک اہم نعمت ہے، جس کے بغیر زندگی کا تصور ناممکن ہے، چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

«لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ فَإِنَّهَا مِنْ رَوْحِ اللهِ، وَسَلُوا اللهَ خَيْرَهَا، وَخَيْرَ مَا فِيهَا، وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ، وَتَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ شَرِّهَا، وَشَرِّ مَا فِيهَا، وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ»[1]

”ہوا کو برا بھلا نہ کہا کرو کیونکہ وہ تو رحمت اور زحمت دونوں کے ساتھ آتی ہے البتہ اللہ سے اس کی خیر مانگا کرو اور اس کے شر سے پناہ مانگا کرو۔“

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”تم ہوا کے بارے میں غور کرو کہ وہ سب سے پہلے ناک میں داخل ہوتی ہے اور وہاں اس کی ٹھنڈک ختم ہو جاتی ہے، پھر حلق تک پہنچ کر اس کا مزاج متدل ہو جاتا، پھر ایک پاکیزہ لطیف ہوا پھیپھڑوں میں پہنچتی ہے۔ پھر وہاں سے دل کے ذریعہ تمام رگوں سے ہوتے ہوئے جسم میں پھیل جاتی ہے۔ وہاں پہنچ کر ہوا گرم ہو جاتی اور انتفاع کے لائق نہیں رہتی تو پھیپھڑے کے ذریعے حلق اور ناک کے راستے سے جسم سے خارج ہو جاتی ہے، پھر دوبارہ اسی طرح سے صاف ستھری ہوا داخل ہو جاتی ہے۔ اس مختصر سی مدت میں جسم میں ہم سانس لیتے اور چھوڑتے ہیں۔ اس عمل میں اللہ کی بے شمار نعمتیں پنہاں ہیں۔“[2]

جدید سائنس میں کہا جاتا ہے کہ سانس کے ذریعے آکسیجن جسم میں داخل ہوتی ہے اور جسم کے ہر حصے میں

(1) سنن ابی داود، رقم الحدیث: 5097؛ سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3727

(2) ابن قیم، التبیان فی اقسام القرآن، 1/28190

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پہنچ کر غذا کو تحلیل کرنے اور توانائی بنانے کا کام انجام دیتی ہے۔ اس عمل کے نتیجے میں کاربن ڈائی آکسائیڈ تیار ہوتی ہے جو جان دار کے لیے ایک زہریلی گیس ہے۔ خون اسے جسم کے ہر حصے سے لا کر پھیپھڑوں میں چھوڑ دیتا ہے، جہاں سے یہ سانس کے ذریعہ باہر نکل جاتی ہے۔

علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

”ہوا کا بہتر اور خوشگوار ہونا انسانی صحت کو برقرار رکھنے میں سب سے زیادہ معاون ہے اور ہوا کا خراب ہونا جسم کے لیے سب سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ اس کی وجہ سے بیماری بہت جلد قدم جما لیتی ہے۔“[1]

علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں:

”آفات و بلیات اور امراض سے حفاظت اور سلامتی کے لیے ہوا کا خوش گوار ہونا ضروری ہے، اس لیے کہ اگر وہ ٹھہری ہوئی اور ناگوار ہو، یا خراب پانی اور بدبودار جگہ سے قریب ہو تو اس میں بھی بدبو پھیل جاتی ہے اور اس کی وجہ سے کسی بھی جان دار کا بیمار ہونا یقینی ہے۔ یہ بات مشاہدہ میں ہے کہ جن شہروں میں اچھی ہوا کی رعایت نہیں کی گئی وہاں کثرت سے بیماریاں پائی جاتی ہیں۔“[2]

اسلامی شریعت کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد جسم و جان کی حفاظت ہے۔ چنانچہ علامہ شاطبی لکھتے ہیں:

پوری امت، بلکہ تمام مذاہب کے لوگ اس پر متفق ہیں کہ شریعت اور قانون پانچ ضروری چیزوں کی حفاظت کے لیے بنایا جاتا ہے: دین، نفس، مال اور عقل۔“[3]

حدیث میں کہا گیا ہے:

«إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ»[4]

”اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ احسان (بہتر طریقہ اختیار کرنے) کو فرض کیا ہے۔“

علامہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

---

(1) معالم السنن، 4/236

(2) مقدمہ ابن خلدون، ص:148

(3) شاطبی، الموافقات، 1/31

(4) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب الامر باحسان الذبح....، رقم الحدیث: 1955

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"اس حدیث میں احسان کے ضروری ہونے کی صراحت ہے اور خود اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ﴾[1]

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔"

اور ایک دوسری آیت میں ہے:

﴿وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾[2]

"اور احسان کرو۔ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔"

احسان کا یہ حکم کبھی واجب ہو گا اور کبھی مستحب۔ مذکورہ حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ ہر عمل میں احسان ضروری ہے، لیکن ہر چیز کا احسان اس کے اعتبار سے ہے۔[3]

یعنی اگر فعل واجب ہے تو احسان بھی واجب ہو گا اور اگر فعل مستحب ہے تو احسان بھی مستحب ہو گا۔

علامہ عز بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"احسان منحصر ہے مصلحت کو حاصل کرنے اور مفسدہ کو دور کرنے میں اور یہی تقویٰ اور پرہیز گاری کی انتہا اور مقصود ہے۔ اس کا سب سے اعلیٰ درجہ عبادات میں احسان ہے.... دوسرا درجہ مخلوقات کے ساتھ احسان ہے اور اس کی شکل مصلحت کو حاصل کرنا اور مفسدہ کو دور کرنا ہے... اور یہ احسان انسان کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ ملائکہ کے حق میں بھی ضروری ہے، کیونکہ وہ بھی انسان کی طرح تکلیف دہ چیزوں سے اذیت محسوس کرتے ہیں، بلکہ ہر طرح کے جان دار کے ساتھ اس کا لحاظ رکھنا ہو گا۔"[4]

ان عمومی دلیلوں سے ہوا اور فضا کی حفاظت کے سلسلے میں اسلامی شریعت کے نقطہ نظر کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ فضائی آلودگی کے سلسلے میں آج ہم جس خطرناک صورت حال سے دوچار ہیں، ماضی میں اس کا تصور

---

(1) النحل16: 90

(2) البقرہ2: 195

(3) الجامع العلوم والحکم، 1/152 باختصار

(4) الفوائد فی اختصار المقاصد، 88

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں کیا جا سکتا تھا۔ تاہم بعض روایتوں کے اشارات سے اس سلسلے میں کچھ مدد مل سکتی ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے:

«أَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ إِذَا رَقَدْتُمْ، وَغَلِّقُوا الْأَبْوَابَ»[1]

"جب تم سونے جاؤ تو چراغ کو بجھا دو اور دروازہ بند کر دو۔"

ایک دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

«لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ»[2]

"سوتے وقت اپنے گھروں میں جلتی ہوئی آگ نہ چھوڑو۔"

گزشتہ ادوار میں اس حدیث کی تشریح میں یہی کہا جاتا تھا کہ ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے گھر میں آگ لگ جانے کا خطرہ ہوتا ہے، اس لیے آگ بجھا کر سونے کا حکم دیا گیا، لیکن جدید تحقیق کی روشنی میں اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کہ آگ جلنے کی وجہ سے آکسیجن ختم ہوتی ہے اور کاربن ڈائی آکسائڈ میں اضافہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے انسان اور دیگر حیوانات کی زندگی خطرے سے دوچار ہوتی ہے۔ اس لیے حدیث میں جلتی ہوئی آگ چھوڑ کر سونے سے منع کیا گیا۔ اس پر قیاس کرتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ ہر ایسا عمل نادرست ہے جس کی وجہ سے فضائی آلودگی میں اضافہ ہو اور زندگی گزارنا مشکل ہو جائے۔

متعدد حدیثوں میں میت کو جلد دفنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کا ایک مقصد یہ ہے کہ پھٹنے اور سڑنے سے پہلے ہی اسے اس کے ٹھکانے پر پہنچا دیا جائے، کیونکہ ایسا نہ کرنے کی صورت میں اس کی بے حرمتی نیز بدبو کی وجہ سے دوسروں کو تکلیف ہو گی۔ بہت سی حدیثوں میں پیڑ پودے لگانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کی ایک مصلحت فضائی آلودگی سے حفاظت بھی ہو سکتی ہے۔

بعض فقہی عبارتوں سے بھی ہمیں اس مسئلے میں رہنمائی ملتی ہے جیسا کہ ہوا کے سلسلے میں علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

"اگر کسی نے درخت کی شاخوں نے دوسرے کے گھر کی ہوا کو روک رکھا ہے اور گھر کے مالک نے ان شاخوں کو کاٹ دیا تو دیکھا جائے گا کہ اگر شاخیں ایسی ہوں کہ انہیں رسی سے باندھ کر ہوا کی

(1) صحیح بخاری، رقم الحدیث: 5301؛ مسند احمد، رقم الحدیث 15057

(2) صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب لا تترک النار فی البیت، رقم الحدیث: 5935؛ صحیح مسلم، رقم الحدیث: 2015

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جگہ کو فارغ کیا جا سکتا ہے تو کاٹنے والا ضامن ہو گا اور اگر ایسا نہ ہو تو ضامن نہیں ہو گا، جبکہ ایسی جگہ سے کاٹا ہو کہ اگر معاملہ عدالت میں پہنچ جاتا تو قاضی اس جگہ سے کاٹنے کا حکم دیتا۔"[1]

اسی طرح کی بات علامہ ابن رشد، امام نووی اور علامہ ابن قدامہ نے بھی لکھی ہے۔[2]

ان سب کا حاصل یہ ہے کہ ہوا انسان کی بنیادی ضرورت ہے، جسے روکنے کا حق کسی کو حاصل نہیں ہے۔ حنفی، مالکی اور حنبلی فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے گھر میں تنور، حمام، لوہار یا سنار کی بھٹی لگا لے، جس کے دھویں سے پڑوسیوں کو تکلیف ہو تو اسے اس سے منع کیا جائے گا، الا یہ کہ وہ دھوئیں کو زائل کرنے کی کوئی تدبیر اختیار کرے۔[3]

بعض شافعی علماء کی رائے اس کے بر خلاف ہے، لیکن ان میں بہت سے لوگوں نے جمہور کی رائے کو اختیار کیا ہے، چنانچہ فقہ شافعی کی بعض کتابوں میں ہے:

"«مَنْ ضَارَّ ضَارَّ اللّٰهُ بِهِ، وَمَنْ شَاقَّ شَقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ»[4] کے ظاہر کا تقاضا ہے کہ ضرر کی تمام صورتیں حرام ہوں، خواہ اس سے کم نقصان ہو یا زیادہ، الا یہ کہ کسی دوسری دلیل سے اس کا جائزہ ہونا معلوم ہو۔ اس لیے کہ حدیث کے الفاظ بالکل عام ہیں، لہٰذا کسی شخص کے لیے اپنے گھر میں کوئی ایسا روشن دان کھولنا حرام ہے جس کے ذریعہ وہ پڑوسی کی عورتوں کو دیکھ سکے۔ اسی طرح تنور، حمام، چکی وغیرہ لگانا بھی حرام ہے، کیونکہ دھوئیں اور چکی آواز سے دوسروں کو تکلیف ہو گی۔"[5]

علامہ ابن قدامہ حنبلی نے لکھا ہے:

"کسی شخص کا ایسا عمل جو پڑوسی کے لیے ضرر رساں ہو، جائز نہیں ہے" اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ حدیث میں کہا گیا ہے: "لا ضرر و لا ضرار" چونکہ اس کی وجہ سے پڑوسی کو نقصان پہنچ رہا، لہٰذا جائز نہیں ہے۔ جیسے کوئی شخص کسی چیز کو اس طرح سے کوٹتا ہے کہ اس سے

---

(1) البحر الرائق، 147/7

(2) البیان والتحصیل، 409/9؛ المجموع، 410/13؛ المغنی، 22/5

(3) الفقہ الاسلامی وادلتہ، 465/6؛ الموسوعۃ الفقہیہ، 241/20

(4) جامع ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الخیانۃ والغش، رقم الحدیث: 1940

(5) تحفۃ الحبیب علی شرح الخطیب، 411/3

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑوسی کی دیوار ہل رہی ہے اور کم زور ہو رہی ہے، یا اس کی دیوار کی جڑ میں کھاد یا پانی لا کر رکھ دے، جس سے اس کی دیوار کو نقصان پہنچے، یا کسی نے پانی کا حوض بنا رکھا ہے اور اس کے پڑوسی نے قریب میں انجیر وغیرہ کا درخت لگا دیا ہے جس کی جڑیں پانی کے حوض کی دیوار میں شگاف ڈال رہی ہیں تو اسے ایسا کرنے کا حق نہیں اور اس درخت کے لگانے سے منع کیا جائے گا اور اگر لگا دیا ہے تو اکھاڑ دینا درست ہے۔"[1]

علامہ عبد الرحمان بن نصر شیرازی نے تنور وغیرہ کے سلسلے میں محتسب کے فرائض کے بیان میں لکھا ہے:

"مناسب ہے کہ روٹی پکانے کی دوکان کی چھتیں اونچی ہوں، ان کے دروازے کھلے ہوئے ہوں اور چھتوں میں دھواں نکلنے کے لیے بڑی اور کشادہ چمنی ہو، تاکہ اس کی وجہ سے لوگوں کو ضرر نہ پہنچے۔"[2]

ان تفصیلات کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں:

1۔ اگر کوئی پکوان کے لیے ایندھن کے طور پر ایسی چیز کے استعمال پر قادر ہو جس سے کم دھواں پیدا ہوتا ہے، لیکن وہ زیادہ دھواں پیدا کرنے والے ایندھن سے قدرے مہنگی ہو تو اجتماعی ضرر سے بچنے کے لیے اسے کم دھواں چھوڑنے والے یا دھواں نہ پیدا کرنے والے ایندھن کا استعمال کرنا ضروری ہوگا۔

2۔ اگر حکومت کی طرف سے کسی خاص گاڑی کے لیے گیس کے استعمال کو لازم کر دیا جائے تو اس قانون کی پابندی شرعاً واجب ہوگی، نیز اگر حکومت کی طرف سے کوئی ہدایت نہ ہو، جب بھی اس کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ لوگوں کو ضرر سے بچانے، ماحول کو پاک وصاف رکھنے، ضروریات زندگی کو فساد سے بچانے اور جسم وجان اور عقل و نسل کی حفاظت کے لیے کم آلودگی پیدا کرنے والے ایندھن کو اختیار کرے۔

3۔ اگر حکومت کی طرف سے جنریٹر کے لیے ہوا کی آلودگی سے بچانے کے مقصد سے ڈیزل اور مٹی کے تیل کے استعمال کی ممانعت کر دی گئی ہے تو اس کی تعمیل لازم ہے، تاکہ ماحول کو نقصان سے بچایا جا سکے اور اگر حکومت کی طرف سے کوئی پابندی نہ ہو تو بھی حسب استطاعت ایسے ایندھن کو استعمال کرنا چاہیے جس سے کم سے کم دھواں پیدا ہو۔

4۔ لوگوں کو چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے وہ روشنی اور دیگر سہولیات کے لیے آلودگی سے محفوظ توانائی کا استعمال کریں، مثلاً شمسی توانائی وغیرہ۔

---

(1) المغنی، 6/202

(2) نہایۃ الرتبہ الظریفۃ فی طلب الحسبۃ الشریفہ، ص: 22

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

5۔کارخانے وغیرہ کو آبادیوں سے باہر ہونا چاہیے اور ان کی چمنیوں کو ایک خاص سطح تک اونچار کھا جائے اور ان میں ایسا ایندھن استعمال کیا جائے جس سے کم سے کم آلودگی پیدا ہو۔ یہ ہر ایک کی اخلاقی ذمہ داری ہے۔ اور اگر حکومت کی طرف سے اس کے متعلق کوئی قانون بنا دیا جاتا ہے تو اس کی پابندی ضروری ہے۔ کیونکہ قرآن حکیم میں نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون کا حکم دیا گیا ہے اور گناہ اور ظلم و زیادتی کے کاموں میں تعاون سے منع کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۖ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ (1)

”نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو، گناہ اور سرکشی کے کاموں میں نہ کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہے۔“

قرآن مجید میں اس سلسلے میں کسی فرد یا جماعت کو معیار نہیں بنایا گیا ہے کہ کن لوگوں کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے اور کن لوگوں کے ساتھ نہیں؟ بلکہ ان چیزوں کو معیار بنایا گیا ہے جن میں تعاون کرنا مطلوب ہے اور جن میں تعاون کرنا درست نہیں ہے۔ اس لیے غیر مسلم حکومت کی طرف سے بھی مفاد عامہ سے متعلق کسی حکم کا پابند بنایا جائے تو اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ کسی ملک کی شہریت کو قبول کرنے میں اس بات کا معاہدہ ہوتا ہے کہ شہریت قبول کرنے والا اس ملک کے قوانین کا پابند ہو گا، اس لیے غیر مسلم ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان قوانین کی پابندی کریں جن سے کسی شرعی حکم کی مخالفت لازم نہ آتی ہو۔ ایسا نہ کرنے کی صورت میں معاہدہ کی خلاف ورزی اور معصیت ہو گی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾ (2)

”ایمان والو! عہد و پیمان پورے کرو۔“

﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۖ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا﴾ (3)

”اور عہد و پیمان پورا کرو، کیونکہ قول و قرار کی بازپرس ہو گی۔“

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«الْمُسْلِمُونَ عِنْدَ شُرُوطِهِمْ» (4)

---

(1) المائدہ5: 2
(2) المائدہ5: 1
(3) الاسراء17: 34
(4) صحیح بخاری، کتاب الاجارۃ، باب اجر السمسرۃ، 1277

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"مسلمانوں کو شرط پر عمل کرنا ہوگا۔"

نیز ایک مسلمان سے اپنی عزت وآبرو کی حفاظت بھی مطلوب ہے، جو حکومتی قوانین کی خلاف ورزی کی صورت میں ضائع ہو سکتی ہے۔

اقدامات اور آئندہ کیلئے لائحہ عمل:

1. ماحول کو پاکیزہ اور صاف رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ عوام الناس کی خصوصی تربیت کے پروگرام رکھے جائیں۔ خصوصا مدارس ومساجد کے ائمہ و معلمین اس میں مثبت کردار ادا کرسکتے ہیں۔
2. وعظ و نصیحت کے لیے ایسے موضوعات اختیار کیے جائیں جس میں صحت وصفائی کے متعلقہ سیرتی مباحث اور احادیث نبویہؐ کی روشنی میں رہنمائی کی جائے۔
3. سکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کے نصاب میں ماحولیات (Enviarmental Sciences) کے عنوان سے باقاعدہ کورسز متعارف کروائے جائیں۔
4. یونیورسٹیز میں (ماحولیات کے شعبہ کو مضبوط کیا جائے) ماہرین کو دعوت دے کر لیکچرز کا اہتمام کروایا جائے اور ریاست سے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے مختلف تحقیقی منصوبہ جات کیے جائیں اور اس کے عملی نفاذ کے لیے پالیسیاں مرتب کرکے حکومت کے اداروں کو دی جائیں۔
5. فصل کی کٹائی کے دوران دیہاتوں میں جاکر (Community outreach Programe) کے تحت کسانوں کی خصوصی تربیت کی جائے۔
6. معاشرے وریاست میں رہنے والے ایسے افراد جو ان پیشوں سے وابستہ ہیں ان کی تربیت کے لیے اقدامات کرنے کی اشد ضرورت ہے اس سلسلہ میں مختلف فلاحی ادارے اور کمپنیاں بھی اپنا کردار ادا کرسکتی ہیں۔
7. ماحولیاتی تبدیلیوں کے حوالہ سے عالمی طور پر ہونے والے اہم اجلاسات ومعاہدات میں شرکت کرنی چاہیے اور عالمی اداروں سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔
8. موجودہ صورت حال میں امریکی صدر جو بائیڈن نے 23-22 اپریل 2021ء ورچوئل اجلاس کی صورت میں ایک کانفرنس میں 40 عالمی رہنماؤں کو شرکت کی دعوت دی ہے۔ جس میں پاکستان کو دعوت نہیں دی گئی اس کے باوجود کہ پاکستان ان 195 ممالک میں شامل ہے جو 2015ء میں پیرس معاہدہ جو گلوبل ورمنگ کے متعلقہ تھا، میں دستخط کر چکا ہے اس پر اپنی بات نوٹ کروانے کی ضرورت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

1. ماحول کو پاکیزہ اور صاف رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ عوام الناس کی خصوصی تربیت کے پروگرام رکھے جائیں۔ خصوصا مدارس و مساجد کے ائمہ و معلمین اس میں مثبت کردار ادا کر سکتے ہیں۔
2. وعظ و نصیحت کے لیے ایسے موضوعات اختیار کیے جائیں جس میں صحت و صفائی کے متعلقہ سیرتی مباحث اور احادیث نبویہ ؐ کی روشنی میں رہنمائی کی جائے۔
3. سکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کے نصاب میں ماحولیات (Enviarmental Sciences) کے عنوان سے باقاعدہ کورسز متعارف کروائے جائیں۔
4. یونیورسٹیز میں (ماحولیات کے شعبہ کو مضبوط کیا جائے) ماہرین کو دعوت دے کر لیکچرز کا اہتمام کروایا جائے اور ریاست سے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے مختلف تحقیقی منصوبہ جات کیے جائیں اور اس کے عملی نفاذ کے لیے پالیسیاں مرتب کر کے حکومت کے اداروں کو دی جائیں۔
5. فصل کی کٹائی کے دوران دیہاتوں میں جا کر (Community outreach Programe) کے تحت کسانوں کی خصوصی تربیت کی جائے۔
6. معاشرے و ریاست میں رہنے والے ایسے افراد جو ان پیشوں سے وابستہ ہیں ان کی تربیت کے لیے اقدامات کرنے کی اشد ضرورت ہے اس سلسلہ میں مختلف فلاحی ادارے اور کمپنیاں بھی اپنا کردار ادا کر سکتی ہیں۔
7. ماحولیاتی تبدیلیوں کے حوالہ سے عالمی طور پر ہونے والے اہم اجلاسات و معاہدات میں شرکت کرنی چاہیے اور عالمی اداروں سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔

موجودہ صورت حال میں امریکی صدر جو بائیڈن نے 23-22 اپریل 2021ء ورچوئل اجلاس کی صورت میں ایک کانفرنس میں 40 عالمی رہنماؤں کو شرکت کی دعوت دی ہے۔ جس میں پاکستان کو دعوت نہیں دی گئی اس کے باوجود کہ پاکستان ان 195 ممالک میں شامل ہے جو 2015ء میں پیرس معاہدہ جو گلوبل وارمنگ کے متعلقہ تھا، میں دستخط کر چکا ہے اس پر اپنی بات نوٹ کروانے کی ضرورت ہے

ISBN: 978-627-7710-00-2

زیر اہتمام:

شعبہ علوم اسلامیہ و سیرت رحمۃ للعالمین ﷺ چیئر، یونیورسٹی آف اوکاڑہ - اوکاڑہ